اہلحدیث کی علمی اور سیاسی خدمات.........ایک مختصر جائزہ

خیرالقرون سے آج تک قرآن وسنت کے ماننے والوں نے ہر میدان میں اپنی قیمتی جانوں کا نذرانہ پیش کر کے شجر اسلام کو توانا فرمایا ہے ہم درج ذیل سطور میں برصغیر پاک و ہند میں اہلحدیث کی سیاسی خدمات کا تذکرہ ایک مختصر خاکے کی صورت میں پیش کر رہے ہیں۔

بقول ایک انگریز فلسفی کے ظلم اور تاریکی کا کوئی مثبت وجود نہیں۔ یہ صرف روشنی کی عدم موجودگی سے فائدہ اٹھاری ہے۔ انیسوی صدی عیسوی کا آخر اور بیسویں صدی کا ابتدائی زمانہ وہ ہے جب دنیا میں انگریز کا طوطی بول رہا تھا خصوصا مشرق وسطی اور اس وقت کے ہندوستان میں اس کی فرعونیت عروج پر تھی یہاں وہ مغل حکومت پر غاصبانہ قبضہ جما کر مست ہو رہا تھا اور ترک حکومت کو اپنا حریف سمجھ کر اپنی عیارانہ چالوں سے اسے ٹھکانے لگانے میں مصروف تھا۔

جہاں مسلمان اس کے محکوم تھے۔ وہاں مقہور و مجبور اور اس کے انواع واقسام کے مظالم کا شکار تھے مسلمان حکومتیں جہاں بھی تھیں مرعوب اور سہمی ہوئی تھیں ایسے وقت میں اللہ نے دستگیری فرمائی اور دین الٰہی کے قیام کیلئے ایک مقدس جماعت کو منتخب فرمایا سرزمین ہند میں بھی یکا یک علم وتعلیم کا دور آیا تقلید و جمود کی بندش ٹوٹ کر آزادی فکر کی تحریک پروان چڑھی فرنگی استعمار کے طویل تسلط کی وجہ سے اہل علم پر دو عظیم ذمہ داریاں آپڑیں۔

اولاً، مسلمانوں کے زنگ آلود اذہان کو تقلید وجمود سے نکالنا

ثانیا، غیر مسلموں کے قبضہ سے وطن کو آزاد کرانا، حالات کے پیش نظر تحریک دو حصوں میں تقسیم ہوگئی ایک جماعت مسند علمی اور دوسری جماعت سید احمد شہیدؒ اور شاہ اسماعیل شہیدؒ رحمھم اللہ کی قیادت و سیادت میں حربی اور سیاسی میدان میں ڈٹ گئی۔ اس تحریک کا دور 1818 سے لے کر 1831 تک ہے۔ یہی وہ دور ہے جس میں ان قائدین نے ملک بھر کے طوفانی دورے کیئے۔ اور سرحد کے سنگلاخ اور دشوار گزار پہاڑوں میں جہاد کیا۔ ہر جگہ نعرہ توحید بلند کیا اور پرچم حق لہرایا، آخر کار اسی تگ وتاز میں بالا کوٹ میں جام شہادت نوش فرمایا۔ اللھم اغفرلھم وارحمھم

اسی تحریک کا دوسرا دور 1831 سے 1841 تک ہے۔ جس میں شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کے حقیقی نواسے سید نصیر الدین دہلوی کی قیادت میں انگریزوں سے پہلی جنگ ہوئی جس میں تین سو مجاہدین شہید ہوئے، صرف ایک انگریز بھاگ کر جان بچا سکا۔ تیسرا دور 1841 سے 1859 تک کا ہے۔ یہ دور تحریک کا سنہری دور تھا اس عرصہ میں حقیقی حکومت الٰہیہ کا قیام عمل میں آیا۔ اور امیر المجاہدین مولانا ولایت علی کی کوششوں سے میدان کارزار گرم ہوا۔ جس میں دس ہزار کے قریب انگریز واصل جہنم ہوئے۔ ہمارے ہندوستانی مسلمان کا مصنف ہنٹر لکھتا ہے کہ اس عرصہ میں مجاہدین سے اٹھارہ جنگیں ہوئیں۔

چوتھا دور 1859 سے لیکر 1902 تک کا ہے۔ تب مجاہدین کی فوجی قوت اس قدر بڑھ چکی تھی کہ بقول ڈاکٹر ہنٹر کے گورنر جنرل ہندوستان کا حفاظتی دستہ بھی مجاہدین کے مقابلے میں جھونکنا پڑا اگر جو حشر مجاہدین نے کیا وہ احاطہ تحریر سے باہر ہے دونوں لشکر ایک دوسرے کے قریب ہوئے ہمارے لئے پیچھے ہٹنا ناممکن تھا آگے بڑھنا موت کے مترادف تھا مجاہدین نے ہمارے لشکر دو حصوں میں تقسیم کرنے کی کوشش کی، رات کو مجاہدین نے شبخون مارا، اس کا نظارہ انتہائی ہیبت ناک تھا سامنے جنگل پہاڑوں پر دھندلی روشنی اچانک اللہ اکبر کی خوفناک آواز بلند ہوئی بندوقوں کا تسلسل تلواروں کی جھنکار رات کے سناٹے میں بہت ڈراؤنی آوازیں تھیں، وہ مزید لکھتا ہے کہ اس عرصہ میں مجاہدین کے ساتھ کئی جنگیں ہوئیں ہر مرتبہ ہماری فوج بارہ ہزار سے قریب رہی۔

پانچواں دور 1902 سے 1951 تک کا ہے۔ چھٹا دور 1951 سے لیکر 1957 تک مولانا فضل الٰہی وزیر آبادی کی قیادت کا ہے۔ 1957 سے لیکر 1986 تک کا دور مولانا....

(باقی صفحہ 38 پر)